# یہودیوں کے عرج وزوال کی مختصر تاریخ
## قرآنِ کریم کی روشنی میں

مولانا محمد نعمان خلیل
فاضل جامعہ

سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہودیت کے زوال کی اَلم ناک تاریخ بیان کی ہے، اس سے قبل ''سورۃ البقرۃ'' میں ان کے جرائم اور اعمالِ بد کی بدولت انہیں قیامت تک کے لیے ذلت ومسکنت کا امتیازی تمغہ بھی دیا جاچکا ہے: ''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ'' (البقرۃ:۶۱)

### قرآن کریم بحیثیت معتبر تاریخی دستاویز

ویسے تو قرآن کریم کا اصل موضوع حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بقول ''تہذیبِ اخلاق'' ہے، لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''الفوز الکبیر'' میں مضامینِ قرآن کریم کی جو تقسیم فرمائی ہے، وہ بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے، ان مضامین میں سے ایک اہم مضمون ''تذکیر بأيام الله'' ہے، جس کے تحت گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصص اور مختلف قوموں کے عروج وزوال اور رفعت و پستی کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس ''تذکیر بأيام الله'' کو آسان لفظوں میں قوموں کے عروج وزوال کی داستان اور تاریخ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے، اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی اسرائیل کی مکمل تاریخ بیان فرمائی ہے، لیکن چوں کہ قرآن کریم کا مقصد صرف قصے اور کہانیاں نہیں کہ انہیں ایک ہی جگہ زمانے کی ترتیب کے ساتھ بیان کیا جائے، بلکہ جہاں تاریخ کے جس پہلو کو اُجاگر کرنا ضروری ہوا، وہاں اس پہلو کو ذکر فرمادیا گیا ہے، لیکن اگر کوئی قرآن کریم کو اس پہلو سے پڑھتا ہے کہ اس میں جو تاریخ بیان کی گئی ہے، اس میں غور وفکر کرے، تو وہ بلاخوف وتردید اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ قرآن کریم قوموں کے عروج وزوال کے حوالہ سے کائنات کا سب سے معتبر ترین اور موٴثر ترین تاریخی ذخیرہ ہے، کیوں کہ اس میں نہ موٴرخ کے جذبات وافکار کا دخل ہے، نہ اس کے عقائد ونظریات کی جانب داری، اور نہ ہی

روایت کے سقم وضعف کا کوئی امکان، مزید یہ کہ اس میں صرف قوموں کی نری تاریخ نہیں، بلکہ ان کے عروج وزوال کے ظاہری اور باطنی اسباب بھی بیان کیے گئے ہیں، اوران کی خطاؤں اورلغزشوں کی نشاندہی کر کے آئندہ کے لیے اصلاحی امور کی طرف راہنمائی بھی کی گئی ہے۔

## یہودیوں کے عروج کی تاریخ، قرآن کریم کی روشنی میں

سورۂ بنی اسرائیل میں یہودیوں کے زوال کی جو تاریخ بیان کی گئی ہے، اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ ان پر عروج کا بھی ایک زمانہ گزرا ہے، قرآن کریم نے جس طرح ان کے زوال کی تاریخ بیان کی ہے، اسی طرح ان کے عروج کو بھی ذکر فرمایا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی رو سے یہودیوں کے عروج کا زمانہ حضرت طالوت کے جہاد سے شروع ہوتا ہے، جس میں حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کمسنی، اورکم عمری کے باجود جالوت کا کام تمام کردیتے ہیں، سورۃ البقرۃ (آیت نمبر: ۲۴۶ تا ۲۵۲) میں اس کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ بعدازاں حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک شام میں اپنی سلطنت کا اعلان کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ کے سب سے پہلے بادشاہ نبی تھے، اور بادشاہ کو نظامِ سلطنت چلانے کے لیے دو چیزیں بہت زیادہ درکار ہوتی ہیں: ایک علم وحکمت اورفہم وفراست، اوردوسری حفاظتی، اوردفاعی قوت۔ پہلی چیز تو نبوت کی وجہ سے مل گئی:

’’وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ‘‘ (البقرۃ:۲۵۱)

’’اوران کو (یعنی داؤدکو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا ان کو تعلیم فرمایا۔‘‘

اوردوسری چیز کا انتظام اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا کہ لوہا ان کے لیے پگھلادیا:

’’وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ‘‘ (سبا:۱۰،۱۱)

’’اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو (مثل موم) نرم کردیا، اور (یہ حکم دیا کہ) تم پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے کے انداز رکھو۔‘‘

اب وہ لوہے کے ذریعے جو دفاعی قوت بنانا چاہتے، بنا سکتے تھے، چناں چہ زرہیں، تلواریں، اور اس وقت کے دیگر آلاتِ حرب بنانا ان کے لیے آسان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوہے کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی جنگی طاقت وقوت مضبوط کرنا بتایا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولوں کے دین کی حفاظت و نصرت کی جائے:

’’وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔‘‘ (الحدید:۲۵)

’’اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا، جس میں شدید ہیبت ہے اور (اس کے علاوہ) لوگوں کے اور بھی

طرح طرح کے فائدے ہیں اور (اس لیے لوہا پیدا کیا) تاکہ اللہ جان لے کہ بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی (یعنی دین کی) کون مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔''

قصہ مختصر یہ کہ حضرت داود علیہ السلام کی وجہ سے بنی اسرائیل کو شان وشوکت اور حکومت ملی، لیکن انہوں نے اپنے اس محسن کے ساتھ کیا کیا؟ اس کا اندازہ سورۃ المائدۃ کی صرف اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے:

''لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ'' (المائدۃ:۷۸)

''بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے۔''

حضرت داود علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نبوت وحکومت سے سرفراز فرمائے گئے، علم وحکمت، فہم وفراست، آلاتِ حرب وجنگ اور سلطنت کی وسعت میں یہ اپنے والد سے بھی بڑھ گئے، لوہے کی مصنوعات کی فراوانی کے بعد تانبہ کا چشمہ بھی ان کی دسترس میں آگیا، جس سے مزید جہادی اور جنگی قوت میں اضافہ ہوا: ''وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ'' (سبا:۱۲) ''اور ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) کے لیے تانبے کا چشمہ بہادیا۔''

جس کے نتیجہ میں ان کی حکومت زمین میں وسیع پیمانے پر پھیل گئی، انسانی افواج کے ساتھ ساتھ جنات اور چرند پرند بھی ان کے لشکر کا حصہ بن گئے، اس زمانے کے عظیم تخت کی مالکہ ''ملکہ بلقیس'' بھی ان کے ماتحت ہوگئی، جس کی روداد سورۃ النمل (آیت نمبر: ۲۲ تا ۴۴) میں شاندار انداز میں بیان کی گئی ہے۔

## یہودیت کے زوال کی الم ناک تاریخ

اس عروج کے بعد یہودی انبیاء علیہم السلام کی وراثت پامال کرنے میں مصروف ہوگئے، پہلے آپس میں جھگڑ کر سلطنتِ سلیمانی کو تقسیم کیا، بعد ازاں اپنے مصلحین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے انبیاء علیہم السلام کا قتل شروع کیا۔ توراۃ کے احکامات کو پسِ پشت ڈال دیا، تب اللہ تعالیٰ نے ان کی بیخ کنی کا اعلان فرمایا، اور ان کے متعلق پہلے سے یہ فیصلہ سنادیا:

''وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا'' (الاسراء:۴)

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بطور (پیشن گوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دو بار خرابی کروگے (ف ۸) اور بڑا زور چلانے لگو گے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اُن کے زوال کے دو دوروں کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ ان کے اعمالِ بد، خواہشاتِ نفسانیہ، قتلِ انبیاء علیہم السلام کے نتیجہ میں پہلے دور میں اللہ تعالیٰ نے عراقی بادشاہ ''بخت نصر'' کو ان پر مسلط کیا، قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

’’فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا‘‘ (الاسراء:۵)

’’پھر جب ان دو بار میں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی، ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے، پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔‘‘

اس تسلط سے ان کی نسلیں اُجڑ گئیں، گھر تباہ ہو گئے، بیت المقدس ویران ہو گیا، ہیکلِ سلیمانی کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا، باقی ماندہ لوگ ستر سال تک عراق میں غلامی کی زندگی گزارنے مجبور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں پھر قوت وطاقت ملی، ایک بار پھر عراق سے شام کی طرف آئے، اپنی نسلیں آباد کرنے لگے، اور مال ومتاع میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا، لیکن یہ اپنی پرانی روش پر چل پڑے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازشیں کرنے لگے، بزعمِ خود یہ انہیں شہید بھی کر چکے، جس کی پاداش میں دوسری بار پھر زوال کی تاریخ دُہرائی گئی، اس مرتبہ کا زوال پہلے سے بھی سخت تھا، روم کا بادشاہ طیطوس ان پر مسلط ہوا، جس کی روداد قرآن کریم میں عجیب انداز میں سنائی گئی ہے:

’’فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا‘‘ (الاسراء:۷)

’’اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لیے اچھے کام کرو گے اور اگر (پھر) تم برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لیے، پھر جب پچھلی بار کی میعاد آوے گی، ہم پھر دوسروں کو مسلط کر دیں گے، تاکہ (مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے، یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔‘‘

اس عروج وزوال کی تاریخ اور اس کے اسباب وپسِ منظر اور یہودیوں کی فطرتی بدعادات واطوار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر قیامت تک کے لیے ایک مہر ثبت کر دی، اور تاقیامت ان کے لیے فیصلہ کن جملہ قرآن کریم کا حصہ بنا دیا:

’’وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا‘‘ (بنی اسرائیل:۸)

’’اور اگر تم پھر وہی (شرارت) کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔‘‘

یہ فیصلہ کن جملہ ان کے ماضی کی سیاہ تاریخ، حال کی رسوائی اور مستقبل کی ترجمانی کر رہا ہے، اور کرتا رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ، واللہ اعلم بالصواب!

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....